باب 4

عائلی زندگی (خاندان)

سوال: عائلی زندگی کا مفہوم بیان کیجئے نیز اس کی ضرورت اور قرآن وسنت کی رو سے اس کی اہمیت واضح کیجئے۔
☆ عائلی زندگی سے کیا مراد ہے۔ (لاہور بورڈ 2011ء)

جواب

عائلی زندگی کا مفہوم اور ضرورت واہمیت

عائلی زندگی کا مفہوم:

عائلی زندگی سے مراد خاندانی زندگی ہے۔ فرد کے بعد خاندان معاشرے کی ایک بنیادی اکائی ہے، جس کی ابتداء دو افراد مرد اور عورت سے ہوتی ہے اور اسے معاشرے کا سب سے چھوٹا یا سب سے پہلا ادارہ کہا جاسکتا ہے۔

ایک خاندان ایک مرد اور ایک عورت کے ملاپ سے شروع ہوتا ہے اور اولاد کے ساتھ تکمیل پاتا ہے اور اگر اسے وسیع مفہوم میں لیا جائے تو اس میں بعض مفکرین نوکروں، غلاموں اور لونڈیوں کو بھی شامل کرتے ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہی ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا اپنا ایک خاندان ہوگا۔ اولاد کے جوان ہونے اور رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونے سے پھر نئے خاندانوں کی ابتداء ہوتی ہے اور اسی طرح یہ سلسلہ رواں رہتا ہے۔ پرانی نسلیں مٹتی جاتی ہیں اور نئی نسلیں اپنی بہاریں دکھانے کے لیے سامنے آتی رہتی ہیں۔ یہ ایک ایسا سلسلہ ہے کہ جو تخلیق انسانی کے وقت سے چل رہا ہے اور اسے قیامت تک چلتے رہنا ہے۔ اس سلسلہ میں ہر دو میاں بیوی اور ان کی اولاد ایک الگ خاندان ہے۔

عائلی زندگی کی ضرورت:

ایک خاندان یا عائلی زندگی کا تین قسم کے امور تقاضا کرتے ہیں:

1- عملی تقاضا: ایک بچہ پیدا ہوتا ہے، جوان ہوتا ہے اور پھر بوڑھا ہوتا ہے۔ لیکن عقل یہ تقاضا کرتی ہے کہ زندگی کے ہر سٹیج پر وہ ایک خاندان کی ضرورت محسوس کرے گا۔ بچہ ہے تو خاندان کا انتہائی محتاج ہے، اپنی پرورش خود نہیں کر سکتا۔ جوان ہے تو معاشرے سے کٹ کر نہیں رہ سکتا، اسے معاشرے سے خواہ بہت کم ہی سہی لیکن کسی حد تک تعلق بہر حال ضرور رکھنا پڑے گا۔ جوانی کے دور میں اگر وہ رہبانیت اختیار کر کے خاندان سے جدا رہ بھی لے تو بڑھاپے کے ضعف اور کمزوری میں وہ خاندان کی ضرورت ایک بار پھر شدت سے محسوس کرے گا۔ چنانچہ بڑھاپے میں سہارا حاصل کرنے کے لیے عقل کا تقاضا یہی ہے کہ جوانی میں بھی خاندان کے نظام سے منسلک رہے۔

2- بشری یا فطری تقاضا: فطری طور پر بھی ہر نوجوان جنس مخالف کی طرف ایک خاص میلان اور رجحان رکھتا ہے اور اگر اس میلان اور رجحان کو زبردستی کچلنے کی کوشش کی جائے تو اس کا نتیجہ اخلاقی برائیوں کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ اس لئے بھی ہم یہ کہتے ہیں کہ عائلی نظام بہر حال ضروری ہے۔

3- مذہبی تقاضا: چونکہ اسلام دین فطرت ہے اس لئے اسلام اس فطری تقاضے پر بند نہیں باندھتا اور اس کا ذریعہ نکاح کے جائز بندھن کو بناتا ہے۔ اسلام اسے صرف جائز ہی قرار نہیں دیتا بلکہ کئی انداز میں اس کی ترغیب بھی دیتا ہے۔

عائلی زندگی کی اہمیت:

ذیل میں ہم خاندان، عائلی زندگی اور نکاح کی اہمیت آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی رو سے واضح کر رہے ہیں:

آیات قرآنیہ:

اس سلسلہ میں یہاں ہم صرف چند آیات ذکر کر رہے ہیں:

☆ وَ اَنْكِحُوا الْاَیَامٰى مِنْكُمْ ۔(24النور32) اور اپنے میں سے جو مجرد ہوں ان کے نکاح کر دو۔

☆ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ ۔(4النساء3) پس جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کر لو۔

☆ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ .(4 النساء 24)

اور ان (محرم عورتوں یا دوسروں کی منکوحہ عورتوں وغیرہ) کے علاوہ باقی عورتیں تمہارے لئے (نکاح کرنے کے لیے) حلال کی گئی ہیں۔

☆ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا .(24 النور 33)

اور جو (مالی کمزوری وغیرہ کی وجہ سے) نکاح کی طاقت نہیں رکھتے تو انہیں چاہئے کہ پاکدامنی اختیار کریں۔

احادیث نبویہ:

اس سلسلہ میں یہاں ہم صرف چند احادیث ذکر کر رہے ہیں:

☆ ''نکاح میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں ہے۔''

☆ ''جب کوئی مسلمان نکاح کرتا ہے تو شیطان چیخ اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کا برا ہو اس نے مجھ سے اپنا دو تہائی دین چھین لیا۔''

☆ ''جو آدمی نکاح کی قدرت رکھتا ہو پھر بھی نکاح نہ کرے اس سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔''

☆ ''عورت سے لوگ چار غرضوں سے نکاح کرتے ہیں: اس کی مالداری کی وجہ سے، اس کے حسب نسب کی وجہ سے، اس کے حسن کی وجہ سے یا اس کی دینداری کی وجہ سے۔ پس تو دیندار عورت کو اختیار کر لے۔''

☆ حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عمروؓ اور حضرت عثمانؓ بن مظعون تینوں نے اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہونے کے لئے مختلف عہد کئے۔ ایک نے کہا کہ میں ساری عمر رات بھر نمازیں پڑھتا رہوں گا، دوسرے نے کہا میں عمر بھر روزہ نہیں چھوڑوں گا ساری زندگی دن بھر روزے سے رہوں گا، تیسرے نے کہا کہ میں عمر بھر عورتوں کے قریب نہیں جاؤں گا اور نکاح نہیں کروں گا۔ حضور اکرم ﷺ نے جب یہ سب سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''تم لوگوں نے یہ باتیں کیوں کیں؟ اللہ کی قسم! میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم میں سے سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ پس جو میری سنت سے ہٹے گا وہ میرا نہیں ہے۔''

سوال: عائلی زندگی کے مقاصد اور فوائد تحریر کیجئے۔

☆ عائلی زندگی کے مقاصد لکھئے۔ (لاہور بورڈ 2011ء)

جواب: عائلی زندگی کے مقاصد و فوائد

عائلی زندگی کچھ مقاصد کی بنا پر نہایت اہم ہو جاتی ہے اور انہی مقاصد کا حاصل ہو جانا یا ان کا پورا ہو جانا عائلی زندگی کے فوائد ہیں۔ ذیل میں ہم ان مقاصد اور فوائد پر ایک نظر کر رہے ہیں:

1- بقائے نسل: اگر عائلی اور خاندانی زندگی کا نظام موجود نہ ہو تو ایک نسل کے ختم ہو جانے کے بعد دوسری نسل نہیں آئے گی اس لئے بقائے نسل کے لیے عائلی زندگی نہایت اہم ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً .(4 النساء 1)

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو کہ جس نے تمہیں ایک ہی نفس سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔

2- حفاظت دین: نکاح کرنے اور عائلی زندگی اپنانے سے بندے کے دین کی بھی حفاظت ہوتی ہے اور یہ بھی عائلی زندگی کا ایک بڑا مقصد ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ:

''جب کوئی مسلمان نکاح کرتا ہے تو شیطان چیخ اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کا برا ہو اس نے مجھ سے اپنا دو تہائی دین چھین لیا۔''

3- تحفظ عصمت و اخلاق: عائلی زندگی کا ایک بہت بڑا مقصد اور فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے انسان پاکیزہ زندگی اختیار کرتا ہے اور اس کا اخلاق برائی و بے حیائی سے محفوظ رہتا ہے۔

وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ .(4 النساء 24)

اور ان (محرم عورتوں یا دوسروں کی منکوحہ عورتوں وغیرہ) کے علاوہ باقی عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں یہ کہ انہیں اپنے اموال کے بدلے (مہر دے کر) طلب کرو لیکن قید نکاح میں لانے کے لیے نہ کہ کھلی شہوت رانی کے لیے۔

4- امتِ محمدیہ میں اضافہ: اسلام میں عائلی زندگی کا ایک بڑا مقصد اور فائدہ امتِ محمدیہ میں اضافہ بھی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''میں قیامت کے روز امتوں کے درمیان تم پر (تمہاری کثرت پر) فخر کروں گا۔''

5- تربیت اولاد: تربیت اولاد کے لیے بھی خاندان اور عائلی زندگی اہم اور ضروری ہے۔ مغرب میں خاندانی نظام کا شیرازہ بکھرنے سے جو نئی نسل کی تربیت میں کوتاہی کی وجہ سے بے راہروی پیدا ہو رہی ہے اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ عائلی نظام ہی اولاد کی تربیت کے لیے بہترین ہے۔ اسلام نے تو تربیت اولاد کی طرف خاص توجہ دلائی ہے اور یہ تبھی ممکن ہے کہ جب عائلی نظام صحیح طور پر قائم ہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا .(66 التحریم 6)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

6- سکون و اطمینان: عائلی زندگی اپنانے کا ایک بڑا مقصد اور فائدہ یہ بھی ہے کہ ایک آدمی صحیح معنوں میں اگر پرسکون اور مطمئن زندگی گزارنا چاہتا ہے تو ایسا عائلی زندگی اپنا کر ہی ممکن ہے۔

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا .(30 الروم 21)

اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی قسم سے جوڑے بنا دیئے تاکہ ان کے پاس سکون حاصل کرو۔

7- محبت اور رحمت: فطری طور پر ہر انسان محبت اور رحمت کے ماحول میں رہنا پسند کرتا ہے۔ عائلی زندگی کا ایک بڑا مقصد اور فائدہ یہ

بھی ہے کہ عائلی زندگی ایسا ہی ماحول پیدا کرتی ہے۔

وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً .(30 الروم 21)

اور تمہارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کی۔

8-رزق میں فراخی: عائلی زندگی کا ایک بڑا مقصد اور فائدہ یہ بھی ہے کہ عائلی زندگی سے رزق میں فراخی پیدا ہوتی ہے۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ط اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط. (24 النور 32)

اور اپنے میں سے جو مجرد ہوں اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہوں ان کے نکاح کر دو' اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔

9-احساس ذمہ داری: عائلی زندگی کی وجہ سے چونکہ بندے پر کئی قسم کی ذمہ داریاں آ جاتی ہیں کہ جنہیں اس نے پورا کرنا ہوتا ہے' اس سے اس میں احساس ذمہ داری پیدا ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

> "خبردار! تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ پس امام لوگوں پر نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا اور آدمی اپنے گھر والوں پر نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد پر نگہبان ہے اور اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا"۔

10-معاشرے کی مضبوط بنیاد: عائلی زندگی معاشرے کی مضبوط بنیاد بھی ہے' کیونکہ خاندان فرد کے بعد معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اور پہلا معاشرتی ادارہ ہے اور کئی خاندانوں کے ملنے سے معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ تو اب اگر خاندانی و عائلی نظام اچھا ہوگا تو ایک اچھا معاشرہ تشکیل پائے گا اور اگر خاندانی یا عائلی نظام برا اور بگڑا ہوا ہوگا تو اس سے کبھی بھی ایک اچھا معاشرہ تشکیل نہیں پا سکتا۔

سوال: اولاد کے فرائض تفصیلاً بیان کیجئے۔

☆ قرآن وحدیث کی روشنی میں اولاد کے فرائض تحریر کیجئے۔ (لاہور بورڈ 2006ء)

☆ اولاد کے فرائض تحریر کیجئے۔ (لاہور بورڈ 2007ء)

☆ اولاد کے حقوق وفرائض تحریر کیجئے۔ (لاہور بورڈ 2009ء)

☆ والدین کے حقوق تفصیل سے تحریر کیجئے۔ (لاہور بورڈ 2010ء)

☆ والدین کے حقوق تفصیلاً بیان کیجئے۔ (سرگودھا بورڈ 2012ء)

جواب

والدین کے حقوق (اولاد کے فرائض)

والدین یعنی ماں اور باپ ایک بچے کی پیدائش کا سبب بھی بنتے ہیں اور اپنی اولاد کی ظاہری پرورش و تربیت بھی انہی کے ہاتھوں ہوتی ہے۔ وہ اپنی اولاد کی پرورش و تربیت میں کئی قسم کے حالات کا سامنا کرتے ہیں۔ تنگی و ترشی کے ایام میں بھی اپنی اولاد کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں۔ اگر انہیں خود بھوک و پیاس برداشت کر کے بھی اپنی اولاد کو کھلانا پڑے تو ایسا بھی کرتے ہیں۔ گویا والدین کے اپنی اولاد پر بہت سے احسانات ہوتے ہیں' چنانچہ اولاد کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے والدین کے ان احسانات کا احساس اور خیال کرتے ہوئے ان کے حقوق ادا

کرے۔ ذیل میں ہم والدین کے چیدہ چیدہ حقوق بیان کر رہے ہیں، جو کہ اولاد کے فرائض بھی ہیں:

1- حسن سلوک: والدین کا یہ حق ہے کہ کسی بھی قسم کے حالات ہوں اولاد ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ قرآن حکیم میں والدین سے حسن سلوک کی بار بار تاکید آئی ہے۔

وَ وَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا .(29 العنکبوت 8)

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی سے رہنے کی تاکید کی ہے۔

وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا .(4 النساء 36)

اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور والدین سے نیکی کرو۔

2- شکرگزاری: والدین چونکہ اپنی اولاد کے لئے بہت سی قربانیاں دیتے ہیں لہٰذا اولاد کو ان کا شکرگزار رہنا چاہیے۔

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ ط .(31 لقمٰن 14)

یہ کہ تو میرا شکرگزار بن اور اپنے والدین کا بھی۔

3- والدین کی اطاعت: اگر والدین اپنی اولاد کو کوئی جائز کام کہیں تو ان کی اطاعت کرنا بھی ان کا حق اور اولاد کی ذمہ داری ہے۔ البتہ اگر وہ شرک کی طرف بلائیں تو اس میں ان کی اطاعت نہیں کرنا، لیکن پھر بھی دیگر معاملات میں ان سے اچھائی کا معاملہ ہی کرنا ہے۔

وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا .(31 لقمٰن 15)

اور اگر وہ تجھ سے لڑیں کہ تو میرے ساتھ شریک بنا کہ جس کا تجھے علم نہیں ہے تو ان کی اطاعت نہ کر البتہ دنیا میں ان کے ساتھ اچھے طریقے سے رہ۔

4- مالی تعاون: اگر والدین کو زندگی کے کسی موڑ پر اولاد کی طرف سے مالی تعاون کی ضرورت بھی پیش آئے تو یہ ان کا حق ہے، ان کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ حضور اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق اولاد اور اس کا مال سب والدین کا حق ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ .(2 البقرہ 215)

(اے نبی!) کہہ دیجئے کہ تم جو مال خرچ کرو تو والدین کے لئے کرو۔

5- اچھا سلوک: والدین کو کسی قسم کی اذیت اور تکلیف نہیں دینی۔ حتیٰ کہ اگر وہ کسی بات پر ناراضگی کا اظہار کریں یا جھڑک دیں تو اُف تک نہیں کہنا۔

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ .(17 بنی اسرائیل 23)

پس ان کو اُف بھی نہ کہو۔

6- سخت گوئی کی ممانعت: ان کے ساتھ بے ادبی اور سختی سے بھی نہیں پیش آنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں ہے، ان کے ساتھ سخت گوئی نہیں کرنی۔

وَّ لَا تَنْهَرْ هُمَا .(17 بنی اسرائیل 23)

اور نہ ان کو جھڑک۔

حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ:

"والدین پر لعنت کرنے والا اللہ کے ہاں ملعون ہے۔"

7-ادب واحترام: والدین کے ساتھ ہمیشہ ادب واحترام کے ساتھ پیش آنا چاہیۓ۔ اگر ان سے بات چیت کرنا ہو تو بھی ادب ملحوظ رہے۔

وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا .(17 بنی اسرائیل 23)

اور ان سے ادب کی بات کہہ۔

8-عاجزی ورحمت: والدین کے ساتھ عاجزی کے ساتھ پیش آنا ہے اور ان کے ساتھ رحمت وشفقت کا سلوک کرنا ہے۔

وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ .(17 بنی اسرائیل 24)

اور ان کے سامنے عاجزی کرتے ہوئے اپنے کندھے رحمت سے جھکا دے۔

9- بھلائی اور خیر کی دعا: اپنے والدین کے لیے ہمیشہ خیر اور بھلائی کی دعا کرتے رہنا چاہیۓ۔ اللہ رب العزت سے ان کے لیے اچھائی اور رحمت طلب کرنی چاہیۓ۔

وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا .(17 بنی اسرائیل 24)

اور کہہ کہ اے میرے رب! ان پر رحم کر کہ جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھے پالا۔

10-دعائے مغفرت: اگر والدین یا ان میں سے کوئی ایک ایمان کی حالت میں فوت ہو جائے تو اس کے لیے مغفرت کی دعا بھی کرنی چاہیۓ البتہ اگر وہ مشرک ہوں تو ان کے لیے دعائے مغفرت شریعت اسلامیہ میں جائز نہیں۔ حضرت نوحؑ نے دعا فرمائی کہ:

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ .(71 نوح 28)

اے میرے ربّ! مجھے بھی بخش دے اور میرے والدین کو بھی۔

11- خدمت: والدین کا یہ بھی حق ہے کہ دل و جان سے ان کی خدمت کی جائے۔ ایک موقع پر حضور اکرم ﷺ نے تین دفعہ فرمایا کہ: ''اس کی ناک خاک آلود ہوئی' اس کی ناک خاک آلود ہوئی' اس کی ناک خاک آلود ہوئی۔'' (یعنی وہ ذلیل وخوار ہوا۔) صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ حضور! آپ کس کا ذکر کر رہے ہیں؟ فرمایا:

''جس نے اپنے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا
لیکن اس کے باوجود وہ (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہو سکا۔''

12- نافرمانی سے اجتناب: والدین کی نافرمانی کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیۓ۔ حضور اکرم ﷺ نے والدین کی نافرمانی کو کبیرہ گناہوں میں شامل کیا ہے۔ نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

''اللہ سب گناہوں کو بخش دیتا ہے سوائے والدین کی نافرمانی کے۔ وہ اس کے
مرتکب کے لیے مرنے سے پہلے ہی (سزا دینے میں) عجلت کر دیتا ہے۔''

13- صلہ رحمی: والدین کے ساتھ قطع تعلقی نہیں کرنی چاہیۓ بلکہ ان کے ساتھ ہمیشہ صلہ رحمی ہی کرنی چاہیۓ۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ:

''جو آدمی چاہتا ہو کہ اس کی عمر دراز کی جائے اور اس کے رزق میں فراخی ہو'
اس کو چاہیۓ کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ صلۂ رحمی کرے۔''

14-والدین کی عزت کا پاس: اپنے والدین کی عزت کا پاس کرنا چاہیۓ اور کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے کہ جس سے ان کی عزت پر حرف آئے۔ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے والدین کو گالی دینے والے کی برائی بیان فرمائی۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ بھلا ایسا بھی کوئی

بد بخت ہوسکتا ہے کہ جو خود اپنے والدین کو گالی دے؟ آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ یہ کسی دوسرے کے والدین کو گالی دیتا ہے اور وہ جواب میں اس کے والدین کو گالی دیتا ہے۔ گویا یہ خود اس چیز کا سبب بنا ہے کہ اس کے والدین کو گالی دی گئی۔

15-ان کے اقارب کا خیال: والدین کا یہ بھی حق ہے کہ ان کے رشتہ داروں اور اقارب کے ساتھ بھی اچھا تعلق رکھا جائے اور اپنے والدین کی وجہ سے انکا بھی پاس ولحاظ کیا جائے۔

16-محبت کی نظر: اپنے والدین کو محبت کی نظر سے دیکھنا چاہئے۔ ان پر غصے کا اظہار نہیں کرنا چاہئے۔

17-والدین کو خوش رکھنا: والدین کو ہر طرح سے راضی اور خوش رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ:

''ربّ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔''

18-علاج: والدین کا یہ بھی حق ہے کہ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی مناسب دیکھ بھال بھی کی جائے اور جہاں تک ہو سکے ان کے علاج پر بھی توجہ دی جائے۔

سوال: اولاد کے حقوق تفصیلاً بیان کیجئے۔

☆ والدین کے فرائض تفصیلاً بیان کیجئے۔ (لاہور بورڈ 2011ء)، (سرگودھا بورڈ 2012ء)

جواب

اولاد کے حقوق (والدین کے فرائض)

اچھی اور نیک اولاد والدین کے لئے عزت وآرام کا باعث ہوتی ہے اور والدین کی نیک نامی میں اضافہ کرتی ہے۔ اس کے برعکس بری اولاد والدین کے لیے بدنامی اور رسوائی کا سبب بن جایا کرتی ہے۔ اولاد کے نیک ہونے اور بد ہونے میں کافی حد تک والدین کا بھی دخل ہے۔ اگر والدین اپنی اولاد کے حقوق کی طرف توجہ دیں تو اولاد میں بہتری اور نیکی آئے گی اور اگر وہ ان کے حقوق سے غافل رہیں تو ان میں خرابی اور بگاڑ پیدا ہوگا۔ ذیل میں ہم اولاد کے حقوق پر مختصر طور پر بحث کر رہے ہیں۔ اولاد کے یہ حقوق والدین کے فرائض ہیں:

1- حق تحفظ حیات: اسلام سے قبل عربوں میں اولاد اور خاص طور پر لڑکیوں کے قتل کر دینے کا رواج عام تھا۔ اسلام نے اس قبیح فعل کی سختی سے ممانعت کی اور قتل اولاد کو حرام قرار دیا۔

وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ .(6 الانعام 151)

اور اپنی اولاد کو مفلسی کی وجہ سے قتل نہ کرو۔

2- کان میں اذان: بچے کی پیدائش کے وقت اس کے کان میں اذان دینا بچے کا حق اور اسلامی شعار ہے۔ جس وقت بچہ پیدا ہو تو اس کو نہلا دھلا کر اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنی چاہئے۔

3- ختنہ: اذان کی طرح نرینہ اولاد کا ختنہ بھی اسلامی شعار اور اولاد کا حق ہے۔ ختنہ انبیاء کرامؑ کی سنت بھی ہے۔

4- عقیقہ: بچے کا عقیقہ بھی اس کا حق ہے۔ لڑکے کی طرف سے دو بکروں کا اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرے کا عقیقہ کیا جاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ:

''ولادت کے بعد بچے کا عقیقہ ہونا چاہئے، پس تم اس کی طرف سے جانور کا خون بہاؤ اور اس سے پلیدی کو دور کرو۔''

5- اچھا نام رکھنا: بچے کا اچھا نام رکھنا بھی اس کا حق ہے۔ خود حضور اکرم ﷺ بھی اچھے ناموں کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے بعض اوقات کچھ نام تبدیل بھی کیے تاکہ امت کو معلوم ہو جائے کہ اس قسم کے نام مناسب نہیں ہیں اور بعض ناموں کی آپ ﷺ نے واضح طور پر ممانعت بھی فرمائی۔

6- رضاعت: بچے کو دودھ پلانا بھی اس کا حق ہے اور اگر ماں کسی عارضے کی وجہ سے خود دودھ نہیں پلا سکتی تو کسی دایہ وغیرہ سے بھی دودھ پلوایا جا سکتا ہے۔

وَ الْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ط.(2 البقرہ 233)

اور جو کوئی رضاعت کو پورا کرنا چاہتے ہوں تو مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔

7- اچھی پرورش: اولاد کی اچھے انداز میں پرورش کرنا بھی اولاد کا حق ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اولاد کی اچھی پرورش کی ترغیب دی ہے۔ فرمان نبی ﷺ ہے کہ:

''جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ جوان ہو گئیں تو قیامت کے روز میرا اور اس کا مرتبہ یوں ہو گا۔'' (یہ کہتے ہوئے آپ ﷺ نے دو انگلیوں کو جوڑ کر دکھایا یعنی وہ میرے ساتھ اس طرح اکٹھا ہو گا۔)

8- تعلیم: اولاد کو بہتر تعلیم دلوانا بھی اولاد کا حق ہے۔ یہ تعلیم نیکی اور اخلاق حسنہ کی ہونی چاہیے۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ:

''اپنی اولاد کا خیال رکھو اور انہیں اچھی تہذیب کی تعلیم دو۔''

نیز فرمایا کہ:

''کوئی اپنی اولاد کو اس سے بہتر عطیہ نہیں دے سکتا کہ اسے اچھی تعلیم دے۔''

9- تربیت: اچھی تعلیم کے ساتھ ساتھ اولاد کی اچھی تربیت کی طرف بھی توجہ دی جانی چاہیے۔ فرمان رسالت مآب ﷺ ہے کہ:

''اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہوں اور انہیں اس (کے ادا نہ کرنے) پر پیٹو جب وہ دس سال کے ہو جائیں۔''

10- نیکی اور ہدایت کی ترغیب: اولاد کا یہ بھی حق ہے کہ والدین اسے نیکی اور ہدایت کے رستے کی طرف راہنمائی کریں۔ فرمان الٰہی ہے کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا .(66 التحریم 6)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

11- مساوات: والدین کو اپنی اولاد سے عدل اور مساوات کا سلوک کرنا چاہیے۔ بیٹوں کو بیٹیوں پر یا کسی ایک بیٹے یا بیٹی کو دوسرے بیٹے یا بیٹی پر ترجیح نہیں دینی چاہیے۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ:

''جس شخص کے ہاں بیٹی پیدا ہو وہ اسے زندہ درگور نہ کرے اور اسے ذلیل نہ کرے اور اس پر اپنے بیٹے کو ترجیح نہ دے اللہ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا۔''

12- پیار و محبت: اولاد سے پیار و محبت اور شفقت و نرمی سے پیش آنا چاہیے۔ اس پر بیجا سختی نہیں کرنی چاہیے۔ اگر اولاد سے کوئی غلطی یا کوتاہی بھی ہو جائے تو پیار سے سمجھانا چاہیے۔ حضور اکرم ﷺ ایک دفعہ حضرت حسنؓ کا بوسہ لے رہے تھے، حضرت اقرع بن حابسؓ بھی پاس بیٹھے تھے، وہ کہنے لگے کہ آپ اپنے نواسے کا بوسہ لے رہے ہیں اور میرے دس بچے ہیں میں نے ان میں سے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

www.downloadclassnotes.com

"جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔"

13-ضروریات کی فراہمی: والدین کو اپنی اولاد کی ضروریات کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور ان کی جائز ضروریات کو پورا کرنا چاہیے۔

14-جائز حد تک آزادی: اولاد کو جائز حد تک آزادی دی جانی چاہیے۔خواہ مخواہ کی پابندیاں اولاد کی اصلاح نہیں کریں گی بلکہ انہیں متنفر اور باغی بنا دیں گی۔لیکن یہ بھی خیال رہے کہ انہیں کھلی چھٹی دے دینا بھی مناسب نہیں ہوگا۔

15-مشاورت میں شرکت: جب اولاد جوان اور باشعور ہو جائے تو گھر کے اہم معاملات میں انہیں شریک مشورہ بھی کرنا چاہیے تاکہ ان میں بھی گھریلو امور کو سمجھنے اور گھر کا انتظام چلانے کی صلاحیت پیدا ہو۔

16-اعتماد: والدین کو اپنی اولاد پر اعتماد بھی کرنا چاہیے۔یہ درست ہے کہ ان کے احوال اور معاملات پر کڑی نظر رکھنا بھی ضروری ہے لیکن بلاوجہ کا شک اولاد کو والدین سے متنفر کر دے گا اور باغیانہ خیالات ان کے ذہنوں میں ابھرنے لگیں گے۔

17-شادی: اولاد کا یہ بھی حق ہے کہ مناسب عمر تک پہنچنے پر والدین مناسب جگہ پر ان کی شادی کا بھی انتظام کریں۔فرمان نبوی ﷺ ہے کہ:

"جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی انہیں اچھا ادب سکھایا اور ان کی شادی کی اور ان سے حسن سلوک کیا وہ جنت میں جائے گا"۔

18-وراثت: والدین کی وفات کے بعد ان کی وراثت میں بھی اولاد کا حق ہوتا ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ط.(4 النساء 7)

مردوں کے لئے بھی اس میں حصہ ہے کہ جو والدین اور قریبی چھوڑ جائیں اور عورتوں کے لئے بھی اس میں حصہ ہے کہ جو والدین اور قریبی چھوڑ جائیں خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔

سوال: زوجین کے حقوق و فرائض تفصیلاً بیان کیجئے۔

- ☆ شوہر کے حقوق بیان کیجئے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2006ء)
- ☆ میاں بیوی کے حقوق و فرائض پر مختصر شذرہ تحریر کیجئے۔ (ملتان بورڈ 2006ء)
- ☆ زوجین کے حقوق و فرائض بیان کیجئے۔ (لاہور بورڈ 2007ء)
- ☆ شوہر کے حقوق اور فرائض تفصیل سے تحریر کیجئے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2012ء)
- ☆ حقوق سے کیا مراد ہے؟ بیوی کے فرائض بیان کریں۔ (ملتان بورڈ 2012ء)

جواب:

زوجین کے حقوق و فرائض

خاندان فرد کے بعد معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اور پہلا معاشرتی ادارہ ہے اور اس کی بنیاد زن و شوہر پر ہے۔اگر ان دونوں کے آپس کے تعلقات بہتر ہوں گے تو گھر اور خاندان میں امن و سکون ہوگا اور اگر ان کے تعلقات میں کشیدگی پائی جاتی ہوگی تو گھر اور خاندان میں بے سکونی اور بگاڑ ہوگا۔ان کے آپس کے تعلقات کی بہتری کی بنیاد یہ ہے کہ یہ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال کریں اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں۔خاوند کے حقوق بیوی کے فرائض ہوں گے اور بیوی کے حقوق خاوند کے فرائض ہوں گے۔

خاوند کے حقوق (بیوی کے فرائض):

گھر کے انتظام و انصرام کے سلسلہ میں فطری طور مرد کو عورت پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے اور شریعت اسلامیہ نے بھی اس فطری فضیلت کو برقرار رکھا ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ .(4النساء 34)

مرد عورتوں پر حاکم ہیں' بوجہ اس کے کہ جو اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور بوجہ اس کے کہ جو انہوں نے مال خرچ کئے ہیں۔

یعنی مرد عورتوں پر دو وجہ سے حاکم ہیں: ایک یہ کہ اللہ نے انہیں عورتوں پر فضیلت دی ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ نے جو فضیلت دی ہے وہ کسی حکمت کے تحت ہی دی ہے اور دوسرے یہ کہ عورتوں کے نان و نفقہ وغیرہ کا خرچ بھی مردوں ہی کی ذمہ داری ہے۔ ان کے مہر' ان کی خوراک اور ان کے لباس وغیرہ کے سب انتظامات مرد ہی کیا کرتے ہیں۔

ذیل میں ہم خاوند کے چیدہ چیدہ حقوق بیان کر رہے ہیں۔ خاوند کے یہ حقوق بیوی کے فرائض ہوں گے:

1- محبت: خاوند کا یہ حق ہے کہ بیوی اس کے ساتھ پیار اور محبت کے ساتھ رہے۔ قرآن حکیم میں اللہ کریم نے اپنی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی بتلائی ہے کہ ہم نے میاں بیوی کے درمیان محبت و رحمت پیدا کی ہے۔

وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً .(30 الروم 21)

اور تمہارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کی۔

2- اطاعت: خاوند کا یہ بھی حق ہے کہ بیوی اس کی اطاعت شعار رہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ .(4 النساء 34)

پس جو نیک عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے شوہر کی نافرمانی کرنے والی عورتوں کے متعلق نہایت سخت الفاظ ارشاد فرمائے ہیں کہ:

''اس عورت کی نماز جو کہ شوہر کی نافرمانی کرنے والی ہے اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ شوہر کی نافرمانی سے باز نہ آ جائے۔''

3- رازوں کی حفاظت: خاوند کے رازوں کی حفاظت کی جانی چاہئے۔ قرآن حکیم نے مرد و عورت کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے کہ جس طرح لباس جسم ڈھانپتا ہے اسی طرح یہ بھی ایک دوسرے کے رازوں کو پردے میں رکھتے ہیں۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ .(2 البقرہ 187)

وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔

4- فوقیت: خاوند کو بیوی پر فوقیت حاصل ہے اور عورت کو یہ فوقیت تسلیم کرنی چاہئے۔

وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ط.(2 البقرہ 228)

اور مردوں کے لیے ان پر (عورتوں پر) فضیلت ہے۔

5- حفاظت عصمت: خاوند کی غیر موجودگی میں عورت کو اپنی عزت و عصمت اور ناموس کی حفاظت کرنی چاہئے۔

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ .(4 النساء 34)

پس نیک عورتیں اطاعت شعار ہوتی ہیں' پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت میں (ان کے حقوق کی) حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔

بلکہ عورت کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ خاوند کی غیر موجودگی میں اس کے ناپسندیدہ افراد کو گھر آنے کی اجازت دے۔ حضور

اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ:

''بیوی کے لئے حلال نہیں کہ وہ شوہر کی غیر موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے دے۔''

6- حفاظت مال: خاوند کی غیر موجودگی میں بیوی کو اس کے مال کی بھی حفاظت کرنی چاہئے۔ خاوند کی اجازت کے بغیر اسے تصرف میں بھی نہیں لانا چاہئے۔ حتیٰ کہ اگر خاوند کی اجازت کے بغیر کچھ صدقہ وغیرہ بھی کرے تو اس کا بھی آدھا اجر خاوند کو ملے گا۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ:

''وہ شوہر کے حکم کے بغیر جو کچھ خرچ کرتی ہے اس کا آدھا اجر اس کے شوہر کو ملے گا''۔

7- صبر و شکر اور قناعت: خاوند کے مالی حالات اگر اچھے نہ بھی ہوں تو بیوی کو ناشکری اور شکوے نہیں کرنے چاہئیں؛ بلکہ صبر و شکر اور قناعت کے ساتھ وقت گزارنا چاہئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی ناشکر بیوی کو طلاق دینے کا اشارہ کیا اور ان کی شاکرہ اور قناعت پسند بیوی کو بسائے رکھنے کا اشارہ کیا۔

8- احسان مندی و خوشنودی: بیوی کو خاوند کے احسانات پر اس کا شکر گزار اور احسان مند رہنا چاہئے اور اسے ہر طرح سے راضی اور خوش رکھنا چاہئے۔ فرمان رسالت مآب ﷺ ہے کہ:

''جو عورت اس حالت میں فوت ہوگئی کہ اس کا خاوند اس سے راضی اور خوش تھا
وہ جنت میں داخل ہوگئی۔''

9- عزت و تعظیم: عورت کو چاہئیے کہ خاوند کی عزت اور تعظیم کرے۔ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

''اگر خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ جائز ہوتا تو میں بیویوں کو حکم دیتا کہ وہ (تعظیم کے لئے) خاوندوں کو سجدہ کریں۔''

10- آرائش و زیبائش: عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے خاوند کے لئے اس طرح رہے کہ جس حالت میں رہنا اس کے خاوند کو پسند ہو۔ وہ اس کے لئے اپنی خوبصورتی اور تزئین کی طرف توجہ دے۔ حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ بہتر بیوی کون سی ہے؟ آپ ﷺ نے سب سے پہلے یہ چیز گنوائی کہ:

''ایسی عورت کہ جب اس کا خاوند اسے دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے۔''

11- خاوند کے سکون کا خیال: بیوی کو چاہئے کہ وہ ہر طرح سے اپنے خاوند کے سکون و آرام کا خیال رکھے۔ اللہ کریم نے نفوس کے جوڑے بنانے کی حکمت ہی یہ بتلائی ہے کہ:

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا ‌.(30 الروم 21)

اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی قسم سے جوڑے بنا دیئے تا کہ ان کے پاس سکون حاصل کرو۔

12- طلاق و رجوع: خاوند کو طلاق دینے اور طلاق رجعی ہونے کی صورت میں عدت کے دوران رجوع کر لینے کا بھی حق ہے۔ قرآن و حدیث میں طلاق و رجوع کے مسائل کو کافی تفصیلات سے بیان کیا گیا ہے۔

13- تعاون: بیوی کو یہ بھی چاہئے کہ وہ گھر کے ماحول کو بہتر بنانے اور اولاد کی تربیت کرنے نیز دیگر امور میں جہاں تک ممکن ہو خاوند سے تعاون کرے اور اس کی پریشانیوں میں کمی کرنے کی کوشش کرے۔

14- خاوند کے اقارب سے سلوک: خاوند کے ساتھ محبت کا تقاضا ہے کہ اس کے عزیز و اقارب اور ملنے جلنے والوں سے بھی بہتر

تعلقات رکھے جائیں۔خاوند سے ملنے کے لیے آنے والے مہمانوں کی مناسب انداز میں مہمان نوازی کی جائے۔

15-عدت: خاوند کی وفات کی صورت میں عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ چار ماہ دس دن تک اس کے لیے عدت گزارے۔

وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا .(2البقرہ 234)

اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ اپنے آپ کو چار ماہ اور دس دن تک روکے رکھیں۔

بیوی کے حقوق (خاوند کے فرائض):

خاوند کو اگرچہ فطری اور شرعی طور پر اپنی بیوی پر ایک فوقیت اور فضیلت حاصل ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بیوی خاوند کی محکوم اور لونڈی ہے اور خاوند اس کے ساتھ جس طرح کا چاہے سلوک روا رکھے۔ بلکہ اسلام نے عورت کو بھی اس کا جائز مقام دلوایا ہے۔ اس سے قبل کے معاشروں میں عورت کی حیثیت نہایت ناگفتہ بہ تھی۔ روم میں مرد کا عورت کو قتل کر دینا بھی جرم نہیں تھا' سمیری تہذیب میں عورتوں کی خرید و فروخت عام تھی' ایرانی معاشرے کی حالت اس قدر گری ہوئی تھی کہ سگی بہن اور سگی بیٹی کے ساتھ نکاح کو جائز سمجھا جاتا تھا' ایران میں بیویوں کی بھی دو قسمیں ہوتیں کہ جن میں سے ایک قسم کی بیویاں وراثت سے محروم تھیں' ہندوستان میں خاوند کے مرنے کے ساتھ عورت کو زندہ جلا دیا جاتا' مصری تہذیب میں بھی ایران کی طرح محرم سے نکاح جائز تھا' یونان میں اگرچہ فلاسفہ عورتوں کے حقوق کی آواز اٹھاتے تھے لیکن اس کی حیثیت صرف زبانی نعرے کی سی تھی' عرب میں بیٹیوں کو زندہ گاڑ دیا جاتا' چین میں البتہ عورتوں کو کچھ حقوق حاصل تھے لیکن انتہائی محدود تھے' یہودیت اور عیسائیت دونوں میں عورت کو گناہ کی ذمہ دار قرار دیا گیا تھا اور عورت کی گواہی بھی قابل قبول نہ سمجھی جاتی تھی۔ غرضیکہ کسی بھی علاقائی یا مذہبی معاشرے میں عورت کو اس کا صحیح مقام نہیں دیا گیا تھا اور ہر معاشرے میں اسے اس کے جائز حقوق سے محروم رکھا گیا تھا۔ اسلام نے عورت کو اس کے جائز حقوق دیتے ہوئے اسے معاشرے میں ایک باعزت مقام دیا۔

ذیل میں ہم بیوی کے چیدہ چیدہ حقوق پر ایک نظر کر رہے ہیں۔ بیوی کے یہ حقوق خاوند کے فرائض بھی ہیں:

1- حسن سلوک اور شفقت: بیوی کے ساتھ حسن سلوک اور شفقت کے ساتھ رہنا چاہئے' اس پر بلاوجہ سختی نہیں کرنی چاہئے ارشاد ربانی ہے کہ:

وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ .(4 النساء 19)

اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بسر کرو۔

نیز رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

''تم عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے میں میری وصیت کو قبول کرو۔''

2- پیار و محبت اور توجہ: میاں بیوی کا رشتہ ایسا ہے کہ اس میں جس قدر پیار و محبت زیادہ ہوگا اسی قدر یہ بندھن مضبوط رہے گا۔ بیوی کے ساتھ محبت بھرا سلوک کرنا چاہئے اور اسے بھرپور توجہ دی جانی چاہئے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''تم میں سے بہتر وہ ہے کہ جو اپنی بیوی کے ساتھ بہتر ہے۔''

3- مہر: بیوی کو اس کا مہر بھی بروقت اور پورا ادا کرنا چاہئے البتہ اگر وہ خود اپنا یہ حق معاف کر دے یا اس میں کمی کر دے تو اسے اس کا اختیار ہے۔

وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ط.(4 النساء 4)

اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے ادا کرو۔

4- نفقہ و لباس: بیوی کے لیے مناسب خوراک و طعام اور اس کے مناسب لباس کا بھی انتظام کرنا چاہئے۔ اسے اپنے سے کمتر خوراک یا اپنے سے کمتر لباس نہیں دینا چاہئے۔ ایک صحابیؓ نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ بیوی کا شوہر پر کیا حق ہے؟ فرمایا:

''جو خود کھائے اسے کھلائے' جیسا خود پہنے ویسا اسے پہنائے' نہ اس کے منہ پر تھپڑ مارے' نہ اسے برا بھلا کہے۔''

5- رازوں کی حفاظت: جس طرح بیوی کے لیے ضروری ہے کہ وہ خاوند کے رازوں کی حفاظت کرے اسی طرح خاوند کے لئے بھی ضروری ہے کہ بیوی کے رازوں کی حفاظت کرے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے کہ:

''قیامت کے روز اللہ کے ہاں بدترین انسان وہ ہوگا کہ جو اپنی بیوی سے لطف اندوز ہوتا ہے اور وہ اس سے لطف اندوز ہوتی ہے پھر وہ اس کا راز افشا کرتا ہے۔''

6- نفرت و حقارت سے اجتناب: خاوند کو اپنی بیوی سے نفرت نہیں کرنی چاہئے اور نہ ہی اس سے حقارت بھرا سلوک کرنا چاہئے۔ فرمان رسالت مآب ﷺ ہے کہ:

''مؤمن شوہر کے لیے مناسب نہیں کہ وہ بیوی سے نفرت کرے۔ اگر وہ اس کی کسی خصلت کو گوارا نہیں کرتا تو اس کی کسی دوسری خصلت کو پسند بھی تو کرتا ہے۔''

7- سخت مار پیٹ سے اجتناب: اگرچہ بیوی کی نافرمانی اور سخت غلطی پر اسے سمجھانے اور سبق سکھانے کی غرض سے معمولی سرزنش اور مار کی خاوند کو اجازت دی گئی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ خوب درگت بنائی جائے بلکہ سخت مار پیٹ سے منع فرمایا گیا ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے کہ:

''ان کی پٹائی نہ کرو اور انہیں برا بھلا نہ کہو۔''

8- درگزر اور معافی: اگر بیوی سے کوئی غلطی اور کوتاہی ہو جائے تو بھی درگزر کر دینا اور معاف کر دینا ہی بہتر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا اوپر کا حصہ بہت ٹیڑھا ہوتا ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ ڈالو گے اور اگر تم اسے اس کے حال پر چھوڑ دو گے تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی۔ پس تم عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے میں میری وصیت کو قبول کرو۔''

9- زیادہ بیویوں میں عدل: شریعت اسلامیہ نے ایک وقت میں مرد کو چار عورتوں تک شادی کی اجازت دی ہے' لیکن اس کے ساتھ یہ شرط بھی لگائی ہے کہ ان میں عدل بھی کرنا ہوگا' سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرنا ہوگا۔ اگر ایسا نہیں کر سکتے تو ایک بیوی ہی کافی ہے۔

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً .(4 النساء 3)

اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی (کافی ہے)۔

10- تعاون: خاوند کو چاہئے کہ گھر کے کام کاج کا سارا بوجھ بیوی پر ہی نہ ڈالے بلکہ جہاں تک ممکن ہو اس کے ساتھ تعاون کرے نیز اولاد کی تربیت میں بھی بیوی کے ساتھ تعاون کرے۔

11- ضروریات کی فراہمی: نان و نفقہ اور لباس کے علاوہ عورت کی دیگر ضروریات کا بھی خیال کیا جانا چاہئے اور اسے اشیائے ضرورت مہیا کرنی چاہئیں۔ اس میں اس کی آرائش و زیبائش کا مناسب سامان بھی شامل ہے۔

12- مناسب آزادی: عورت پر بیجا پابندیاں نہیں لگانی چاہئیں بلکہ اسے مناسب حد تک آزادی دی جانی چاہئے۔ خاص طور پر اسے اپنی ذاتی رقم کے جائز استعمال کے سلسلہ میں پابند نہیں کرنا چاہئے۔ نیز اسے مناسب وقفے سے میکے جانے کی بھی اجازت ہونی چاہئے اور اپنے اقارب سے میل جول رکھنے اور ان سے ملنے کی بھی اجازت ہونی چاہئے۔ البتہ اگر اس کے اقارب میں کوئی غلط قسم کے افراد شامل ہیں تو ان سے میل جول رکھنے پر پابندی عائد کی جاسکتی ہے۔

13- اعتماد: بیوی پر خاوند کو اعتماد رکھنا چاہئے' خواہ مخواہ اسے شک کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ نیز یہ کہ بیوی کی صلاحیتوں اور خوبیوں کا

اعتراف کرنا چاہئے اور اہم گھریلو مسائل میں اس پر اعتماد کرتے ہوئے اس سے مشورہ بھی لینا چاہئے۔

14- حفاظت: بیوی خاوند کی ذمہ داری میں بھی ہوتی ہے اور یہ خاوند کی عزت بھی ہے' اس لئے خاوند کو اس کی ہر طرح سے حفاظت کرنی چاہئے۔ یہ حفاظت بری نظروں اور مجرمانہ حملوں سے بھی ہونی چاہئے اور علاج کی شکل میں بیماریوں سے بھی ہونی چاہئے۔

15- بیوی کے اقارب سے سلوک: بیوی کے رشتہ داروں اور عزیز و اقارب سے بھی خاوند کو اچھا رویہ رکھنا چاہئے اور ان سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔ اگر ان میں سے کوئی ملنے آئے تو اس کی عزت و توقیر کرنی چاہئے۔

16- وراثت: خاوند کے فوت ہو جانے کی صورت میں بیوی کو اس کی وراثت میں سے بھی حصہ ملے گا۔ قرآن و حدیث میں وراثت کے احکام سے متعلق کافی تفصیلات موجود ہیں۔

17- خلع: اگر میاں بیوی کی آپس میں صحیح طور پر نہ بن رہی ہو اور عورت علیحدگی چاہتی ہو تو اسے کچھ فدیہ دے کر خلع کا بھی اختیار حاصل ہے۔

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ لا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِہٖ ط. (2 البقرہ 229)

پس اگر تم ڈرو کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں اس میں کہ عورت فدیہ دے کر چھوٹ جائے۔

سوال: اسلامی تعلیمات کے مطابق والدین کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت پر روشنی ڈالئے۔

جواب

والدین سے حسن سلوک

والدین یعنی ماں اور باپ ایک بچے کی پیدائش کا سبب بھی بنتے ہیں اور اپنی اولاد کی ظاہری پرورش و تربیت بھی انہی کے ہاتھوں ہوتی ہے۔ وہ اپنی اولاد کی پرورش و تربیت میں کئی قسم کے حالات کا سامنا کرتے ہیں۔ تنگی و ترشی کے ایام میں بھی اپنی اولاد کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں۔ اگر انہیں خود بھوک و پیاس برداشت کر کے بھی اپنی اولاد کو کھلانا پڑے تو ایسا بھی کرتے ہیں۔ گویا والدین کے اپنی اولاد پر بہت سے احسانات ہوتے ہیں' چنانچہ اولاد کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے والدین کے ان احسانات کا احساس اور خیال کرتے ہوئے ان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے۔ ذیل میں ہم والدین سے حسن سلوک کے متعلق کچھ آیات و احادیث ذکر کر کے والدین سے حسن سلوک کی اہمیت واضح کر رہے ہیں:

آیات قرآنیہ: نوٹ: یہاں پر "والدین کے حقوق" والے سوال میں ذکر کی گئی تمام آیات لکھ کر سوال کا یہ حصہ مکمل کیا جا سکتا ہے۔ البتہ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 23 اور آیت نمبر 24 اس سوال میں حسب ضرورت ٹکڑوں میں لکھی گئی تھیں' ان دو آیات کو یہاں اس طرح سے لکھا جائے:

☆ فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْھَرْ ھُمَا وَ قُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا. (17 بنی اسرائیل 23)

پس ان کو اف بھی نہ کہو اور نہ ان کو جھڑک اور ان سے ادب کی بات کہو۔

☆ وَ اخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا. (17 بنی اسرائیل 24)

اور ان کے سامنے عاجزی کرتے ہوئے اپنے کندھے رحمت سے جھکا دے اور کہہ کہ اے میرے رب! ان پر رحم کر کہ جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھے پالا۔

احادیث نبویہ:

نوٹ: یہاں پر "والدین کے حقوق" والے سوال میں ذکر کی گئی تمام احادیث لکھ کر سوال کا یہ حصہ مکمل کیا جا سکتا ہے۔ امید ہے کہ طلبہ اسی سوال کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سوال کو مکمل کرنے میں دقت محسوس نہیں کریں گے۔